حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

(از مولوی ابو سعید امام الدین صاحب مظفر نگری متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ)

ابھی اہل اسلام کے دل تاجدار مدینہ کے دوسرے جانشین کی شہادت کے غیر معمولی صدمہ کو برداشت کرکے مطمئن ہونے بھی نہ پائے تھے اور وہ زخم جو خلفاء راشدین میں ممتاز خلیفہ حضرت فاروق اعظمؓ کی جانگداز شہادت سے پرستاران توحید کے دلوں میں لگا تھا ابھی مندمل بھی نہ ہوا تھا کہ یکایک ١٨ ذی الحجہ ٣٥ھ مطابق ٢٠ مئی ٦٥٦ء کو مدینۃ الرسول کی پرسکون گلیوں سے شہادت حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کی صدائیں غیر معمولی انداز میں مومنین کے دلوں سے ٹکراتی ہوئی زخم پر نمک پاشی کا کام کر گئیں۔

حضرت عمرؓ کی دس سالہ خلافت کے بعد مسلمانوں کے مشورے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا آپ کی خلافت کی مدت ١٢ سال ہے جن میں ابتدائی چھ سال کا زمانہ نہایت امن اور سکون کا زمانہ ہے اس زمانہ میں حضرت عثمانؓ اپنے حلم اور بردباری کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے اندر ہر دلعزیز شمار کئے جاتے تھے مگر جب ٦ سال گذر جاتے ہیں تو مسلمانوں میں رنجش کا دور شروع ہو جاتا ہے اور یہ رنجش آہستہ آہستہ اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ آخر ان کی شہادت تک کی نوبت آجاتی ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ سے جب جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا اور ابھی ان کو مصر پہنچے ہوئے صرف دو ہی سال کا عرصہ گذرنے پایا تھا کہ اہل مصر نے ان کی شکایت کی۔ حضرت عثمانؓ نے ایک تہدید نامہ لکھکر عامل مصر کے پاس روانہ کیا مگر اس نے اس خط کی قدر نہ کی اپنے اسی انداز کے مطابق کام کرتا رہا جو کہ پہلے تھا اور جن لوگوں نے شکایت کی تھی ان تمام کو قتل کر دیا یہ حالت دیکھکر سات سو آدمیوں کی ایک جماعت دار الخلافۃ (مدینہ منورہ) میں حاضر ہوئی اور مسجد میں اوقات نماز کے وقت لوگوں سے شکایتیں کیں حضرت طلحہ بن عبد اللہ نے اس معاملہ میں حضرت عثمانؓ سے نہایت سختی کے ساتھ گفتگو کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کہلا بھیجا کہ آپ ایسے شخص کو کیوں معزول نہیں کر دیتے جس پر بے گناہوں کے قتل کا الزام عائد کیا جاتا ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں اور وہ بھی حضرت عثمانؓ کو حاکم مصر کی معزولی ہی کا مشورہ دیتے ہیں آخر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اچھا میں عبد اللہ بن ابی سرح کو معزول کرتا ہوں یہ لوگ خود اپنا گورنر مقرر کر لیں - میں بھی اسی کو مقرر کر دوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد کو نامزد کیا اور کہا کہ آپ ان کو مصر کا حاکم (گورنر) بنا دیجئے آپ نے ان کی مرضی کے مطابق عبد اللہ بن ابی سرح کی معزولی اور محمد بن ابی بکرؓ کی تقرری کا ایک فرمان لکھدیا۔ محمد بن ابی بکرؓ یہ فرمان لیکر مصر کی جانب روانہ ہوئے آپ کے ساتھ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت بھی روانہ ہوئی تاکہ اہل مصر اور عبد اللہ بن ابی سرح کی کیفیت خود ملاحظہ کریں۔ یہ تمام قافلہ ابھی راستہ کی تیسری ہی منزل طے کرنے پایا تھا کہ اچانک کچھ فاصلے پر ایک سانڈنی سوار غلام تیزی کے ساتھ جاتا ہوا نظر آیا جس کی ہیئت سے معلوم ہوتا تھا کہ یا تو یہ کسی کا قاصد ہے یا اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور تمام کیفیت دریافت کی۔

اس نے کہا میں حضرت عثمانؓ کا غلام ہوں اور عامل مصر کے پاس جارہا ہوں ایک شخص نے (محمد بن ابی بکرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا یہ عامل مصر ہیں۔ اس نے کہا نہیں ان کو نہیں دینا ہے۔ اتنا کہکر جلدی سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن محمد بن ابی بکرؓ نے دو آدمی بھیجکر اس کو گرفتار کرالیا اور ڈپٹ کر پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہاں جارہا ہے۔ غلام کچھ ایسا مرعوب سا ہوا کہ گھبرائی ہوئی باتیں کرنے لگا کبھی کہتا کہ میں مروان کا غلام ہوں، اور کبھی کہتا امیر المومنین حضرت عثمانؓ کا۔ آخر مجمع میں سے ایک شخص نے اسکو پہچان لیا۔ اور کہا یہ تو امیر المومنین ہی کا غلام ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے دریافت کیا کہ تم کو امیر المومنین نے کس غرض سے اور کس کے پاس بھیجا ہے اس نے کہا میں مصر کے عامل کے پاس ایک خط لیکر جارہا ہوں۔ خط مانگنے پر اس نے دینے سے انکار تو کیا لیکن ظاہر ہے کہ وہ اب کیونکر چھپا سکتا تھا۔ جامہ تلاشی کے بعد خط برآمد ہوا۔ کھولکر دیکھا گیا تو حضرت امیر المومنین کی طرف سے شاہی مہر کے ساتھ عبداللہ بن ابی سرح کے نام لکھا گیا تھا کہ: "تمہارے پاس محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھی جارہے ہیں ان کو کسی حیلہ سے قتل کرڈالنا اور جن لوگوں نے تمہاری شکایتیں کی ہیں ان کو سخت سزائیں دینا اور اپنے عہدہ پر قائم رہنا۔ میں نے تم کو معزول نہیں کیا ہے" پڑھتے ہی محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور خط کے مضمون سے آگاہ کیا چونکہ اس پر حضرت عثمانؓ کے نام کی شاہی مہر بھی لگی ہوئی تھی، اسلئے بظاہر یہ یقین ہوگیا کہ یہ حضرت عثمانؓ ہی کا خط ہے۔ تمام مجمع حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑک اٹھا اور طے ہوگیا کہ یہیں سے مدینہ واپس چلو۔

مدینہ واپس پہنچکر صحابہؓ کی جماعت کو جمع کیا گیا۔ بالخصوص حضرت علیؓ و طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو مدعو کیا اور وہ خط سامنے رکھکر تمام واقعات بیان کئے۔ ظاہر حالات کے پیش نظر سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے بلاوجہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت کو قتل کرانے کی سازش کیسے کی۔ آخر مصری بے حد غضبناک صورت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ محمد بن ابی بکرؓ کی حمایت میں قبیلہ بنی تیم کے آدمی چڑھ آئے۔ حضرت علیؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو ایک جماعت کو حضرت عثمانؓ کے پاس روانہ کیا اور خود خط، اونٹنی اور غلام کو ساتھ لیکر امیر المومنین کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ نے ان تینوں چیزوں کو سامنے رکھکر حضرت عثمانؓ سے پوچھا کیا یہ اونٹنی آپ کی ہے خلیفۃ المسلمین نے فرمایا، ہاں، پھر غلام کے متعلق سوال کیا کیا یہ غلام بھی آپ کا ہے خلیفہ نے پھر فرمایا ہاں۔ حضرت علیؓ نے دریافت کیا کہ کیا یہ خط بھی آپ ہی نے لکھا ہے اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ خط میرا لکھا ہوا نہیں ہے نہ میں نے کسی کو لکھنے کی اجازت دی اور نہ مجھکو اس کا علم ہے کہ کس نے لکھا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اس پر آپ کی مہر بھی ہے آپ نے فرمایا بیشک مہر بھی شاہی ہی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹ آپ کا غلام آپ کا خط پر مہر آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں، حضرت عثمانؓ نے پھر قسم کھا کر فرمایا واللہ مجھے اس کارروائی کی کچھ خبر نہیں۔ پھر لوگوں نے پہچانا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔ لوگوں نے کہا مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے۔ مگر حضرت عثمانؓ نے اس واسطے مروان کو ان کے حوالہ نہ کیا کہ یہ لوگ تحقیق و تفتیش کے بغیر محض اپنے گمان کی بنا پر اس کو قتل کرڈالیں گے۔ اب لوگوں کا غصہ بڑھتا گیا اور پوری شدت کے ساتھ خود حضرت امیر المومنین ہی کی جان کے دشمن ہوگئے۔ گھر میں پانی دانہ تک جانا بند کردیا۔ جب کئی روز ہوگئے تو حضرت عثمانؓ نے بالاخانے سے سر نکالکر حضرت علیؓ کو آواز دی۔ ادھر سے جواب ملتا ہے کہ حضرت علیؓ یہاں موجود نہیں ہیں چونکہ پانی کا راستہ کئی دن سے بالکل بند تھا۔ اسلئے تمام اہل و عیال پیاس سے بیتاب تھے۔

آہ آج وہ شخص پانی کی ایک ایک گھونٹ کو ترس رہا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مسلم کنواں اپنی ذات سے خرید کر تمام مدینہ والوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ کسی شخص نے حضرت علیؓ کو اس کی خبر کی۔ حضرت علیؓ نے تین مشکیزہ پانی فوراً روانہ کئے۔ پانی لے جانے والوں کو بھی باغیوں نے تیروں سے زخمی کر دیا۔ پھر حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ اگر مروان کو سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے جائیں گے آپ نے اپنے فرزند حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو خلیفہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ ننگی تلوار لے کر دروازے پر کھڑے رہنا اور اندر کسی کو داخل نہ ہونے دینا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

باوجود ان احتیاطوں کے بھی محمد بن ابوبکرؓ دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر محافظین سے نظریں بچا کر ایک انصاری کے مکان سے ہوتے ہوئے خلیفہ کے مکان میں جا پہنچے ان کے آنے کی کسی کو خبر بھی نہ ہوئی کیونکہ گھر کے تمام آدمی اوپر کوٹھے پر تھے اور گھر میں صرف حضرت عثمانؓ اور ان کی زوجہ محترمہ تھیں۔ محمد بن ابی بکرؓ نے ساتھی سے کہا کہ پہلے میں حضرت عثمان کے پاس جاتا ہوں جب ان پر اچھی طرح قابو پالوں تو حملہ کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکرؓ نے آگے بڑھکر اس حالت میں جب کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے ڈاڑھی پکڑلی۔ آپ نے فرمایا کہ محمد آج اگر تمہارے باپ (ابوبکرؓ) زندہ ہوتے تو اس ڈاڑھی کی قدر کرتے۔ اس جملے سے محمد بن ابی بکرؓ کو کچھ ندامت محسوس ہوئی۔ اور ہاتھ ہٹالیا۔ مگر ان کے ساتھیوں میں سے ایک نے امیر المومنین کے نیزہ مارا اور دوسرے نے تلوار اٹھائی ہی تھی کہ آپ کی وفادار بیوی (نائلہ بنت فرافصہ) سامنے آگئیں اور تلوار کو اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ جس سے آپ کی انگلیاں کٹ کر الگ ہوگئیں۔ لیکن دوسرے وار میں آخر ظالموں نے امیر المومنین کا سر تن سے جدا کر ہی دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی جاں نثار بیوی اس منظر کو دیکھکر چیخ اٹھیں اور بالاخانہ سے چلا کر کہا قَدْ قُتِلَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ لوگو! امیر المومنین تو شہید کر دیئے گئے۔ اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ بڑے بڑے صحابہ کرام بیتابانہ دوڑے ہوئے آئے دیکھا کہ ہمارا امیر سرخ قبا زیب تن کئے ہوئے ملاء اعلیٰ کو پرواز کر رہا ہے۔ بیت المال لوٹ لیا گیا۔ اہل وعیال گھر سے بے گھر کر دیئے گئے۔ اور یہ سب کچھ اس پاک سرزمین (مدینہ منورہ) میں ہوا۔ جہاں کسی جانور کی خونریزی بھی روا نہیں۔ کجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو دو صاحبزادیوں کے شوہر، ایک باعفت و باعصمت بزرگ اور جلیل القدر صحابیؓ اور سب سے بڑھکر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اور برحق خلیفہ کے ساتھ یہ گستاخی اور بے رحمی! لیکن اب کیا ہوتا، فتنہ انگیز اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ بجز کف افسوس ملنے کے اور کیا ہاتھ آتا۔

اس حادثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا لیکن چونکہ فتنہ وفساد کے جراثیم پیدا ہو چکے تھے اسلئے اب مسلمان ایک دن بھی چین سے نہ بیٹھ سکے۔ اور تمام وہ قوتیں جو آج سے پہلے کافروں کے مقابلہ میں صرف ہوتی تھیں آپس کی خانہ جنگیوں میں خرچ ہونے لگیں اسی لئے مسلمان کمزور ہوتے چلے گئے اور آج تک ہوتے جارہے ہیں۔ حضرت علیؓ تقریباً چار سال تک خلیفہ رہے لیکن بجز آپس میں خون خرابہ ہونے کے ایک دن بھی ایسا نہ ہوا جس میں کافروں کی کسی جماعت سے جنگ آزمائی کا موقع ملا ہو۔ اور آج بھی ہم کو اسی خطرناک بیماری نے مبتلائے مصائب کر رکھا ہے۔ کفر ہماری اس نادانی سے فائدہ اٹھا رہا ہے کاش مسلمان اس حقیقت کو سمجھ جائیں۔ فقط